السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

قبروں پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے۔چنانچہ مسند احمد وغیرہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت بقیع میں تشریف لے گئے وہاں جا کر کھڑے ہوگئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے (اور دعا کی) پھر واپس چلے آئے۔(موطا للامام مالک کتاب الجنائز جامع الجنائز حدیث الباب (٥٥) احمد(٦/٩٢) شاکر وصحح

نیز صحیح مسلم اور مسند میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک دوسرے قصے میں مروی ہے۔کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل بقیع کے پاس تشریف لے گئے اور وہاں تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔(صحیح مسلم کتاب الجنائز باب ما یقال عند دخول القبور(٢٢٥٥)(٢٢٥٦) لیکن داعی بوقت دعا قبروں کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ قبلہ رو کھڑے ہو کر دعا کرے۔اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کی طرف متوجہ ہو کر نماز سے منع فرمایا ہے۔(صحیح مسلم کتاب الجنائز باب النہی عن الجلوس (٢٢٥٥) اور دعا ہی نماز کا لب لباب ہے۔لہذا دعا بھی قبلہ رخ ہو کر ہی کی جائے۔امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''یہ دعا ہے کہ دعا کرنے والے کے لئے اس جانب متوجہ ہونا مستحب ہے۔جس جانب کے وہ نماز میں متوجہ ہوتا ہے۔''

(اقتضاء الصراط المستقیم ص 175)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''دعا کے وقت قبلہ کی جانب متوجہ ہونا ضروری ہے۔خواہ دعا کرنے والا''روضۃ الرسول'' کے جوار میں کیوں نہ ہو''یہی مسلک ائمہ شوافع کا بھی ہے جس طرح کہ ''شرح المہذب'' نووی میں ہے۔امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مسلک ہے۔جس کی تصریح ''القاعدۃ الجلیلۃ'' میں موجود ہے۔امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر سلام کے وقت بھی توجہ الی القبلہ ضروری قرار دیتے ہیں۔جیسا کہ دعا میں ضروری ہے البتہ عام حالات میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں قبلہ رخ اور غیر قبلہ رخ دونوں طرح دعا کو جائز قرار دیا ہے۔(صحیح البخاری کتاب الدعوات باب الدعاء غیر مستقبل القبلۃ(٦٣٤٢) چنانچہ فرماتے ہیں: ''باب الدعاء غیر مستقبل القبلۃ''خطبہ جمعہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا: ''اللھم حوالینا ولا علینا''(ایضا کتاب الجمعۃ باب الاستقاء فی الخطبۃ یوم الجمعۃ(٩٣٣) سے ان کا استدلال ہے۔حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: «ووجہ اخذہ من الترجمۃ من جہۃ ان الخطیب من شانہ ان یستدبر القبلۃ وانہ لم ینقل انہ صلی اللہ علیہ وسلم لما دعا فی المرتین استدار وقد تقدم فی الاستقاء من طریق اسحاق بن ابی طلحۃ عن انس فی ہذہ القصۃ فی آخرہ ''ولم یذکر انہ حول ردائہ ولا استقبل القبلۃ» ''(فتح الباری 11/143)

اور دوسری تبویب یوں ہے کہ ''باب الدعاء مستقبل القبلۃ'' (باب الدعاء مستقبل القبلۃ(٦٣٤٣) پھر''حدیث الاستسقاء'' کے الفاظ سے استدلال ہے۔حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

«فاشار کعادتہ الی ما ورد فی بعض الحدیث وقد مضیٰ فی الاستسقاء من ہذا الوجہ بلفظ: وانہ لما اراد ان یدعوا ستقبل القبلۃ وحول رداءہ»

اس بارے میں متعدد حدیث وارد ہیں۔جن میں قبلہ رخ کا تعین ہے صاحب ''فتح الباری'' نے ان کی نشاندہی کی ہے۔پھر بحث کے اختتام پر فرماتے ہیں: ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے۔میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبد اللہ ذی النجادین کی قبر پر دیکھا۔اس میں یہ الفاظ بھی ہیں:

(فلما فرغ من دفنہ استقبل القبلۃ رافعا یدیہ» (اخرجہ ابو عوانۃ فی صحیحہ»

یعنی ''جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ ذی النجادین کے دفن سے فارغ ہوئے تو قبلہ رخ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ

ج1ص725